قطب الاقطاب امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کا تعارف

از

امام شعرانی رضی اللہ عنہ

مع

امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے درود

از

امام یوسف بن اسماعیل النبہانی رضی اللہ عنہ

مع

مقامِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کلامِ رضا کی روشنی میں

امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کا یہ تعارف کتاب طبقات الکبری سے لیا گیا ہے جو امام شعرانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے اور اس کا اردو ترجمہ " برکات روحانی " کے نام سے پیر محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری نے فرمایا ہے

ناشر نوریہ رضویہ پبلیکیشنز ۔گنج بخش روڈ ۔لاہور

امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے درود کتاب افضل الصلوات علی سید السادات سے لیے گئے ہیں جو امام یوسف بن اسماعیل النبہانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے اور اس کا اردو ترجمہ " فضائل درود " کے نام سے مولانا حکیم محمد اصغر صاحب فاروقی نے فرمایا ہے ۔ناشر مکتبہ نبویہ ۔گنج بخش روڈ ۔لاہور

حضرت السید الحسیب النسیب ابو العباس سید احمد البدوی الشریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار دانگ عالم میں آپ کی شہرت کے پیش نظر آپ کا تعارف کرانے کی ضرورت تو نہیں مگر ہم آپ کے چند ایک احوال تبرک، کے طور پر ذکر کریں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں کہ آپ کی جائے ولادت مغرب کا شہر فاس ہے۔ کیونکہ آپ کے آباء واجداد حجاج کے دور میں وہاں اس وقت منتقل ہوئے جب اس نے سادات کو کثرت سے قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب آپ سات سال کے ہوئے تو آپ کے والد محترم نے کسی کہنے والے کو سنا جو انہیں خواب میں کہہ رہا تھا اے علی! ان شہروں سے مکہ معظمہ کی طرف منتقل ہو جاؤ کیونکہ اس میں ہماری ایک شان ہے۔ اور یہ ۶۰۳ھ کی بات ہے۔ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت الشریف حسن فرماتے ہیں کہ ہم عربوں کے پاس اترتے اور عربوں سے رحلت کرتے رہے وہ ہمیں مرحبا اور اعزاز کے ساتھ ملتے۔ حتیٰ کہ ہم چار سال کی مدت میں مکہ معظمہ پہنچے وہاں کے سب سادات نے ہمیں شرف ملاقات بخشا اور ہماری عزت افزائی کی اور ہم نے ان کے پاس بافراغت زندگی بسر کی۔ یہاں تک کہ ۶۲۷ھ میں ہمارے والد بزرگوار نے وفات پائی اور باب المعلاۃ میں دفن ہوئے اور آپ کی قبر انور ظاہر ہے۔ اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ الشریف حسن فرماتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی وہاں اقامت

پذیر رہے اور احمد عمر میں ہم سب سے چھوٹے اور قلبی طور پر ہم سب سے زیادہ بہادر تھے اور اکثر منہ اور ناک پر نقاب رکھنے کی وجہ سے ہم انہیں بدوی کہتے۔ میں نے اپنے بیٹے حسین کے ساتھ انہیں مکتب میں قرآن کریم پڑھایا اور مکہ معظمہ کے گھوڑ سواروں میں آپ سے زیادہ بہادر کوئی نہ تھا۔ مکہ شریف میں آپ کو عطاب کہتے تھے۔

جب آپ کو وارفتگی کی حالت پیش آئی تو حالات بدل گئے۔ آپ نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور خاموش رہنے لگے لوگوں کے ساتھ صرف اشارے سے بات کرتے تھے بعض عارفین نے فرمایا کہ آپ کو حق تعالیٰ پر جمیعت حاصل ہوئی تو اس کی بدولت ہمیشہ کے لئے استغراق کی کیفیت طاری ہوگئی اور ہمارے آج کے دور تک آپ کی حالت میں اضافہ ہوتا رہا۔ پھر ماہ شوال ۶۳۱ھ میں آپ نے اپنی خواب میں تین مرتبہ دیکھا کہ کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اٹھو اور مطلع شمس کی طلب کرو۔ جب مطلع شمس تک پہنچ جاؤ۔ مغرب شمس کو طلب کرو اور طندتا کی طرف چلو۔ کیونکہ اے نوجوان! تیرا مقام وہاں ہے۔ آپ خواب سے اٹھے اور اپنے خاندان سے مشورہ کیا اور عراق کی طرف سفر فرمایا وہاں کے مشائخ نے ملاقات کی۔ ان میں سے سیدی عبد القادر وسیدی احمد بن الرفاعی رضی اللہ عنہما ہیں۔ دونوں نے فرمایا اے احمد! عراق' ہند' یمن' روم' مشرق اور مغرب کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں ان میں سے جو چاہیں اختیار فرمائیں۔ سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے دونوں سے فرمایا کہ مجھے آپ کی کنجیوں کی حاجت نہیں۔ میں کنجی صرف فتاح سے لوں گا۔ سیدی حسن فرماتے ہیں کہ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ اولیاء عراق کے مزارات کی زیارت سے فارغ ہوئے جیسے شیخ عدی بن مسافر' حلاج اور ان جیسے دیگر اکابر' تو ہم طندتا کی طرف قصد کر کے نکلے۔ ہمیں ہر سمت سے لوگوں نے گھیر لیا جو کہ ہم سے عناد کرتے' الجھتے اور بوجھ ڈالتے تھے۔ پس سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا سب کے سب نیچے آ رہے ۔ کہنے لگے اے احمد! آپ جوانمردوں کے باپ ہیں۔ پس سب کے سب شکست خوردہ ہو کر پلٹ گئے اور ہم ام عبید کی طرف چلے گئے۔

پس سیدی حسن مکہ معظمہ کی طرف لوٹ گئے اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت بری کی طرف چلے اس خاتون کا حال عظیم اور جمال منفرد تھا۔ مردوں کے احوال چھین لیتی تھی۔ پس سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اس کا حال چھین لیا۔ اس نے آپ کے ہاتھوں پر توبہ کی کہ آج کے بعد کسی کے درپے نہیں ہوگی اور وہ تمام قبائل جو کہ بنت بری کے ہاں جمع تھے اپنے علاقوں کی طرف منتشر ہو گئے اور وہ اولیاء کے درمیان یوم مشہود تھا۔ پھر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے خواب میں ہاتف غیبی دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے احمد! طندتا کی طرف چلو۔ تم وہیں رہو گے۔ وہاں مردوں اور دلیروں عبد العال' عبد الوہاب' عبد المجید' عبد المحسن اور عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت کرو گے۔ اور یہ ماہ رمضان ۶۳۴ھ کا واقعہ ہے پس آپ مصر میں داخل ہوئے پھر طندتا کا قصد فرمایا اور اسی حال میں جلدی کرتے ہوئے شہر کے مشائخ میں سے ایک شخص جن کا نام ابن شحیط تھا کے گھر میں داخل ہوئے اس کے بالا خانے کی چھت پر چڑھ گئے اور دن رات آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائے کھڑے رہے اور آپ کی آنکھوں کی سیاہی سرخی میں بدل گئی چنگارے کی طرح چمکتیں۔ چالیس دن تک بلکہ اس سے بھی زیادہ دنوں تک ٹھہرے رہے۔ کچھ کھاتے نہ پیتے اور نہ ہی سوتے۔ پھر چھت سے اتر آئے اور فیشا المنارہ کی طرف نکل گئے۔ بچے آپ کے پیچھے لگ گئے ان میں سے عبد العال اور عبد المجید تھے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر ورم آ گیا آپ نے سیدی عبد العال سے انڈا طلب کیا تا کہ اسے آنکھ پر استعمال کریں۔ اس نے کہا اور آپ مجھے یہ سبز

شاخ عطا فرمائیں جو آپ کے پاس ہے۔آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور وہ شاخ اسے عطا فرمائی۔ وہ اپنی والدہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ یہاں ایک دیہاتی ہے جس کی آنکھ میں درد ہے اس نے مجھ سے انڈا طلب کیا ہے اور یہ شاخ مجھے عطا کی ہے۔ وہ کہنے لگی میرے پاس کچھ نہیں وہ لوٹ آیا اور آ کر سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اس گرجا گھر سے ایک انڈا لے آ۔ سیدی عبدالعال نے دیکھا کہ گرجا انڈوں سے بھرا ہوا ہے پس ایک انڈا لے کر آپ کے پاس آ گئے۔

شیخ احمد البدوی کا ماضی بعید کی طرف اشارہ اور اس کا عجیب قصہ اور غائبانہ امداد

پھر سیدی عبدالعال نے اسی وقت سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی پیروی اختیار کی اور آپ کی ماں انہیں حضرت سیدی احمد رضی اللہ عنہ سے چھڑا نہ سکی۔ وہ کہتی اے بدوی ہم پر نحوست ہے۔ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات پہنچتی تو فرماتے کہ اگر یوں کہتی کہ اے بدوی خیر ہے۔ تو سچی ہوتی پھر آپ نے اسے یہ فرماتے ہوئے پیغام بھیجا کہ یہ بیل کے سینگ والے دن سے میرا بیٹا ہے۔ عبدالعال کی ماں نے انہیں بیل کے چارے والی جگہ پر رکھ دیا تھا جبکہ آپ شیر خوار تھے۔ بیل نے چارہ کھانے کے لئے سر جھکایا تو اس کا سینگ اس کپڑے میں الجھ گیا جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے پس عبدالعال اس کے سینگوں پر اٹک گئے۔ بیل کودنے لگا۔ کوئی بھی آپ کو وہاں سے چھڑا نہ سکا۔ پس سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا حالانکہ آپ عراق میں تھے اور انہیں سینگ سے رہائی دلائی۔ پس عبدالعال کی ماں کو واقعہ یاد آ گیا اور اس دن سے آپ کی معتقد ہو گئی۔

سیدی احمد رضی اللہ عنہ بارہ سال تک چھتوں پر رہے۔ سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ آپ کی طرف مرد یا بچے کو لاتے۔ آپ چھت سے جھک کر اسے ایک نظر دیکھتے اور مدد سے اسے بھرپور فرما دیتے اور عبدالعال سے فرماتے کہ اسے فلاں شہر میں یا فلاں جگہ لے جاؤ اور انہیں اصحاب السطح یعنی چھت والے کہا جاتا تھا اور آپ ہمیشہ دو نقاب منہ پر ڈالے رہتے۔ ایک دن سیدی عبدالمجید رضی اللہ عنہ نے آپ کے رخ انور کو دیکھنے کی خواہش کی اور عرض کی یا سیدی! میں چاہتا ہوں کہ آپ کا چہرۂ مبارک دیکھوں کہ اسے پہچان سکوں۔ فرمایا اے عبدالمجید! ہر نظر ایک مرد کے عوض ہے۔ عرض کی یا سیدی! مجھے زیارت کرائیں گرچہ میں ختم ہو جاؤں۔ تو آپ نے اوپر کا نقاب الٹا وہ بے ہوش ہو گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔

اور طندتا میں سیدی حسن زرگر الاخنائی اور سیدی سالم مغربی اقامت پذیر تھے۔ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ عراق سے پہلی دفعہ مصر کے قریب آئے۔ تو سیدی حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب ہم یہاں نہیں رہ سکتے کیونکہ شہروں کا مالک آ گیا ہے۔ پس آپ اخنا کی طرف چلے گئے اور وہیں آج تک آپ کا مزار شریف مشہور ہے اور سیدی سالم رضی اللہ عنہ ٹھہرے رہے اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے لئے سر تسلیم خم کر دیا اور کوئی تعرض نہ کیا۔ تو آپ کو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ٹھہرائے رکھا اور ان کا مزار طندتا میں مشہور ہے اور بعض نے آپ کا انکار کیا تو اسے سلب فرمایا اور اس کا نام اور ذکر تک مٹ گیا۔ ان میں سے صاحب ایوان جو کہ طندتا میں عظیم تھا جس کا نام وجہ القمر تھا۔ ولی عظیم تھا۔ اسے حسد پیدا ہوا اور اس نے معاملہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سپرد نہ کیا۔ اس سے فیض سلب کر لیا گیا۔ طندتا میں وہاں آج کل کتوں کا ٹھکانہ ہے۔ صلاحیت اور مدد کی مہک تک موجود نہیں۔ حالانکہ طندتا کے خطباء نے اس کی مدد کی اور اس کا وقت بنایا۔ اس پر بہت اموال خرچ کئے اور اس کی خانقاہ کے لئے بہت بڑا مینار بنایا۔ جسے سیدی

عبدالعال رضی اللہ عنہ نے پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دیا اور آج تک غارت ہو رہا ہے۔ بادشاہ بیبرس ابوالفتوحات سیدی احمد رضی اللہ کا بہت زیادہ معتقد تھا۔ آپ کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتا تھا اور جب آپ عراق سے آئے تو اس نے اپنے لشکر سمیت مصر سے باہر آ کر ملاقات کا شرف حاصل کیا اور بہت عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا۔

حلیہ مبارک

آپ کی پنڈلیاں سخت، بازو لمبے، وسیع چہرہ، سرگیں آنکھیں، لمبا قد، گندمی رنگ اور آپ کے چہرے میں چیچک کی وجہ سے تین نشان تھے۔ ایک دائیں رخسار پر اور دو بائیں رخسار پر۔ اونچی ناک۔ ناک کی دونوں جانب مسور سے چھوٹا ایک ایک سیاہ تل تھا اور آپ کی آنکھوں کے درمیان استرے کے زخم کا نشان تھا جو کہ آپ کے بھائی حسین کے بیٹے نے ابطح میں لگایا تھا جبکہ آپ مکہ معظمہ میں تھے۔ اور بچپنے سے ہی آپ دو نقاب اور دو لکڑیاں رکھتے۔ جب قرآن کریم حفظ کر لیا تو ایک مدت تک حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر علم میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ آپ پر وارفتگی طاری ہوگئی تو وہ حال چھوڑ دیا۔ جب کوئی کپڑا یا عمامہ پہنتے تو اسے غسل وغیرہ کے وقت بھی نہیں اتارتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ کمزور ہو جاتا تو اسے بدل دیا جاتا اور وہ عمامہ جسے خلیفہ ہر سال میلاد کے وقت پہنتا ہے وہ حضرت شیخ کا اپنا عمامہ ہے۔ البتہ سرخ اون کا جبہ وہ سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ کے لباس سے ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم میری نہر بحر محیط پر گھومتی ہے اگر دنیا کی سب نہروں کا پانی ختم ہو جائے میری نہر کا پانی ختم نہیں ہوگا۔ آپ کی وفات ۶۷۵ھ میں ہوئی اور آپ کے بعد سیدی عبدالعال کو فقراء پر خلیفہ بنایا گیا۔ وہ اچھی سیرت پر چلتے رہے۔ مقام اور منارے آباد کئے۔ فقراء اور ارباب شعائر کے لئے کھانا ترتیب دیا اور روٹی کا حجم اتنا چھوٹا کرنے کا حکم دیا جتنا کہ آج ہے اور صحیح الاحوال فقراء کو ان مقامات میں ٹھہرنے کا حکم دیتے جو ان کے لئے مقرر فرماتے۔ کسی کو خلاف ورزی کی جرأت نہ ہوتی۔ چنانچہ سیدی اسماعیل انبابی کے والد بزرگوار سیدی یوسف کو حکم دیا کہ وہ انبابہ میں رہیں اور سیدی احمد ابوطرطور کو حکم دیا کہ انبابہ کے بالمقابل جنگل میں رہیں اور سیدی عبداللہ الجیزی کو جیزہ کے بالمقابل جنگل میں اقامت کا حکم دیا اور سیدی وھیب کو برشوم کبری میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔

سیدی یوسف رضی اللہ عنہ پر مصر کے امراء اور اکابر اُمڈ آئے اور آپ کا دسترخوان کھانوں میں اس قدر وسیع ہوا کہ اکثر امراء اس سے عاجز ہیں۔ شیخ احمد ابوطرطور نے ایک دن اپنے مریدوں سے فرمایا کہ چلو ہم اپنے بھائی یوسف کا حال دیکھنے ان کے پاس چلیں۔ پس ان کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اس دسترخوان سے کھاؤ۔ اور تمہارے پیٹوں میں موجود سیدی احمد کے مسور اور پیاز کی میل کچیل دھو ڈالو۔ شیخ ابوطرطور اس گفتگو سے ناراض ہو گئے اور فرمایا: اے یوسف! یہ اسی طرح ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خوش کلامی ہے۔ ابوطرطور نے فرمایا کہ یہ تو تیروں کے ساتھ جنگ ہے۔ حضرت ابوطرطور نے سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ سے جا کر یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوطرطور تشویش نہ کرو۔ اس کے پاس جو کچھ ہے ہم نے کھینچ لیا اور اس کا نام مٹا دیا اور اس کے بیٹے اسماعیل کو نامزد کر دیا۔ اس دن سے آج کے دن تک شیخ یوسف کا نام مٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے سیدی اسماعیل کے ہاتھوں پر کرامات جاری کر دیں اور آپ سے چارپایوں نے کلام کی۔

لوح محفوظ ست پیش اولیاء

آپ فرماتے کہ میں لوح محفوظ دیکھتا ہوں اور فلاں کے ساتھ یہ یہ حادثہ پیش آئے گا۔ تو وہی کچھ رونما ہوتا جو آپ فرماتے۔ علماء مالکیہ میں سے ایک شخص نے آپ پر اعتراض کیا اور آپ کو تعزیر لگانے کا فتوی دیا۔ یہ خبر سیدی اسماعیل کو پہنچی تو فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ جو لکھا دیکھا وہ ہے کہ یہ قاضی دریائے فرات میں غرق ہو گا۔ چنانچہ بادشاہ مصر نے اسے فرنگیوں کے بادشاہ کی طرف بھیجا تا کہ وہاں کے پادریوں کے ساتھ مناظرہ کرے کیونکہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر مسلمان عالم دین انہیں دلائل کے ساتھ لاجواب کر دے تو وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ مصر میں گفتگو کرنے اور جھگڑنے میں اس قاضی سے زیادہ کوئی شخص نہ تھا۔ چنانچہ اسی کو بھیجا گیا اور وہ دریائے فرات میں غرق ہو گیا اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے ہاں اب تک مشہور ترتیب جو کہ نانبائی' چرواہے' چارہ کاٹنے والے اور جاروب کش کی اولاد میں پائی جاتی ہے سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی ترتیب سے رکھا اور کسی کی اولاد میں سے کوئی بھی خلیفہ کی حویلی میں اجازت کے بغیر سوار ہو کر داخل نہیں ہوتا تھا سوائے چارہ کاٹنے والے کی اولاد کے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو محبت ہے۔

اور سیدی عبدالوہاب الجوہری رضی اللہ عنہ جو کہ محلہ مرحوم کے قریب ہی دفن ہیں کے پاس جب کوئی شخص شرف صحبت حاصل کرنے کے لئے آتا تو آپ فرماتے کہ یہ میخ اس دیوار میں ٹھونس دو۔ اگر میخ دیوار میں گڑی رہتی تو اس سے عہد لے لیتے اور اگر قائم نہ رہتی تو اسے فرماتے کہ چلے جاؤ تمہارا حصہ ہمارے ہاں نہیں ہے اور میں نے آپ کی خلوت میں داخل ہو کر ایک دیوار دیکھی جو اکثر سوراخ نظر آئے اور صرف بعض میخیں ہی قائم رہیں اور شیخ رضی اللہ عنہ کو کشف کے ساتھ علم ہو جاتا تھا کہ ان کی روحانی اولاد میں سے کون کون ہے لیکن مذکورہ طرز عمل اس لئے اپناتے کہ مرید پر حجت قائم کریں تا کہ وہ اس کے ساتھ اپنے نفس پر فیصلہ کرے اور اس کا نفس شیخ سے اٹھ نہ جائے۔

رہا سیدی شیخ محمد کا معاملہ جنہیں قمر الدولہ کہتے ہیں تو انہیں کچھ وقت تک سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ تو سخت گرمی کے موسم میں ایک دفعہ سفر سے آئے تو طندتا میں ذرا ستانے کو آ گئے۔ انہوں نے سنا کہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ ضعیف ہو چکے ہیں تو زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات موجود نہیں تھے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے تربوز کا پانی پی کر اسے قے کر دیا ہے۔ سیدی محمد مذکور نے اسے پی لیا تو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا تو میرے ساتھیوں کی دولت کا چاند ہے۔ یہ واقعہ سیدی عبدالعال اور جماعت نے سنا تو خود ان سے مقابلہ کرنے اور انہیں قتل کرنے کے لئے نکلے تو آپ نے نفاصہ کے متصل ٹیلے کے قریب واقع کنوئیں میں اپنا گھوڑا ڈال دیا اور اس کنوئیں سے باہر نکل آئے جو کہ نفیا کی طرف ہے۔ انہوں نے کچھ وقت تک آپ کی انتظار اس کنوئیں کے پاس کی جس میں آپ اترے تھے۔ لیکن انہیں خبر پہنچی کہ وہ تو اس کنوئیں سے باہر نکل آئے ہیں جو کہ نفیا کے قریب ہے۔ پس وہ لوٹ آئے۔ پس آپ نفیا میں رہے حتیٰ کہ وفات پائی اور سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ سے طندتا نہیں لیا۔ آپ سلطان محمد قلاون کے لشکر میں تھے۔ آپ کا عمامہ' کپڑے' کمان' تیر دان اور تلوار نفیا میں آپ کے مزار شریف میں لٹک رہے ہیں۔

شیخ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے میلاد میں ہر سال حاضری کی وجہ

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ آپ کے میلاد مبارک میں ہر سال میری حاضری کی وجہ یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ محمد الشناوی رضی اللہ عنہ جو کہ آپ کے گھر کے عظماء میں سے ایک ہیں نے مجھے شیخ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کے بالکل سامنے آپ کے گنبد میں بیعت فرمایا۔ اور مجھے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے سپرد فرمایا تو مزار شریف سے ہاتھ مبارک باہر آیا اور میرا ہاتھ تھام لیا اور شیخ نے عرض کی: یا سیدی! آپ کی توجہ اس کی طرف رہے اور اسے اپنی نگاہ کرم میں رکھیں۔ تو میں نے شیخ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو مزار شریف سے فرماتے ہوئے سنا کہ ٹھیک ہے۔ پھر ایک دفعہ میں نے آپ کو اور سیدی عبدالعال کو مصر میں خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے تھے کہ طندتا میں ہماری زیارت کرو ہم تمہاری ضیافت کے لئے ملوخیت (مصر کا خاص قسم کا کھانا ہے) پکائیں گے۔ پس میں نے مصر کا سفر کیا اور وہاں کے اکثر لوگوں نے اور جماعت نے ملوخیت کا کھانا پیش کیا۔ پھر اس کے بعد میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے طندتا کے بالمقابل قانہ کے پل پر کھڑا کیا ہے اور میں نے اسے ایک فصیل کی طرح پایا جس نے گھیرے میں لے رکھا ہے اور آپ نے مجھے فرمایا یہاں کھڑے رہو۔ میرے پاس جسے چاہو آنے دو اور جسے چاہو روک دو اور جب میری بیوی ام عبدالرحمٰن میرے ہاں آئی وہ کنواری تھی۔ پانچ ماہ تک میں نے مقاربت نہیں کی۔ آپ خواب میں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے پکڑا اور میری بیوی میرے ساتھ تھی اور آپ نے میرے لئے گنبد کے اس کونے پر جو کہ داخل ہونے والے کی بائیں جانب ہے فرش بچھایا اور میرے لئے حلوہ پکایا اور زندوں اور فوت ہونے والوں کو دعوت دی اور مجھے فرمایا کہ مقاربت کرو۔ تو اس رات یہ واقعہ رونما ہوا۔

۹۴۸ھ میں عرس مبارک پر حاضری کے وقت سے میں پیچھے رہ گیا۔ وہاں اولیاء میں سے ایک بزرگ تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ اس روز سیدی احمد رضی اللہ عنہ بار بار مزار شریف سے پردہ ہٹا کر فرماتے رہے کہ عبدالوہاب نے تاخیر کر دی۔ آیا نہیں۔ اور ایک سال میں نے عرس شریف سے غیر حاضری کا ارادہ کیا۔ تو میں نے خواب میں سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور آپ کے ہاتھ میں سبز ٹہنی ہے اور آپ تمام اطراف سے لوگوں کو بلا رہے ہیں اور لوگوں کا آپ کے پیچھے اور دائیں بائیں اس قدر ہجوم ہے کہ شمار سے باہر ہے۔ آپ کا گزر میرے پاس سے ہوا جبکہ میں مصر میں ہوں۔ مجھے فرمانے لگے کیا تو نہیں چلے گا؟ میں نے عرض کی مجھے درد ہے۔ فرمایا محب کو درد نہیں روک سکتا۔ پھر آپ نے مجھے بے شمار اولیاء دکھائے۔ وہ مشائخ جو زندہ ہیں اور جو اس جہان سے رخصت ہو چکے ہیں اپنے کفنوں سمیت آپ کے ساتھ چل رہے ہیں اور کوڑھ کے مریض دکھائے جو آپ کے ساتھ گھسٹتے آ رہے تھے۔ پھر مجھے قیدیوں کی ایک جماعت دکھائی جو کہ فرنگیوں کے علاقوں سے آئے تھے بیڑیاں لگی ہوئیں طوق پہنے ہوئے سرینوں کے بل گھسٹتے آ رہے تھے اور مجھے فرمایا کہ انہیں دیکھو۔ اس حال میں بھی یہ غیر حاضر نہیں ہوئے۔ چنانچہ حاضری کا پختہ ارادہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ ہم حاضری دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی نشان چھوڑنا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے ہاتھیوں جیسے دو بہت بڑے سیاہ درندے مقرر فرمائے اور فرمایا اسے چھوڑنا نہیں حتیٰ کہ اسے میرے پاس حاضر کر دو۔ میں نے یہ سارا واقعہ حضرت شیخ محمد الشناوی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ سب اولیاء لوگوں کو اپنے ایلچی بھیج کر بلاتے ہیں جبکہ سیدی

احمد رضی اللہ عنہ بنفس نفیس حاضری کی دعوت دیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ سیدی شیخ محمد السروی رضی اللہ عنہ جو کہ میرے شیخ ہیں ایک سال حاضری سے رہ گئے تو انہیں سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے عتاب فرمایا اور فرمایا کہ جس جگہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ کی معیت میں انبیاء علیہم السلام ان کے اصحاب اور اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لاتے ہیں۔ تو حاضر نہیں ہوتا۔ پس اسی وقت شیخ محمد السروی رضی اللہ عنہ چل نکلے۔ لیکن دیکھا کہ لوگ واپس آرہے ہیں اور آپ اس اجتماع سے رہ گئے۔ آپ ان لوگوں کے کپڑوں کے ساتھ ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر پھیر رہے تھے۔

(اقوال و باللہ التوفیق اس واقعہ سے کئی مسائل معلوم ہوئے۔ ۱- صاحب مزار کو مزار شریف پر آنے والوں کا علم ہوتا ہے۔ کون آیا اور کون نہیں آیا۔ اس سے ان اکابر کی وسعت علم ونظر کا پتہ چلتا ہے۔ ۲- اہل اللہ مزارات میں ہوں تو بھی انہیں وابستگان عقیدت کے صرف افعال ہی کا نہیں ارادوں کا بھی علم ہوتا ہے۔ اسی لئے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بندگان خاص علام الغیوب۔ در جہان جاں جواسیس القلوب۔ یہ غلاموں کی شان ہے تو ان سب کے بلکہ ساری کائنات عرش وفرش کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم وآگہی کا کیا کہنا۔ اسی لئے اقبال نے کہا ہے۔ اے فروغت صبح اعصار و دہور۔ چشم تو بینندۂ مافی الصدور۔ ۳- اہل اللہ کے اعراس میں شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم' انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ بھی جلوہ گر ہوتے ہیں۔ یوں سمجھو کہ اکابر فیوض و برکات عطا فرمانے کے لئے جبکہ اصاغر اور معتقدین فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ جس طرح شادی میں برادری کے چھوٹے بڑے سبھی آتے ہیں اسی طرح اہل اللہ کے اعراس میں کائنات نبوت اور جہان ولایت کے تمام آفتاب ماہتاب بھی اور ان کے انوار وتجلیات سے مستفید ہونے کو ان کے خدام بھی حاضر ہوتے ہیں۔ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دینے والے مخلصین کے صرف اجسام ہی نہیں بلکہ ان پر موجود لباس بھی متبرک ہو جاتے ہیں۔ ۵- اہل اللہ کے لباس پر اور دیگر متبرک چیزوں پر ہاتھ پھیر کر منہ پر پھیرنا اولیاء اللہ کی سنت ہے۔ منکرین کے لئے لمحہ فکریہ۔ (محمد محفوظ الحق غفرلہ والوالدیہ)

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مصر میں مجھے اور میرے بھائی ابوالعباس الحریثی رحمتہ اللہ علیہ کو اولیاء ہند میں سے ایک ولی کے ساتھ ملاقات کا موقعہ ملا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں مسافر ہوں۔ ہماری مہمان نوازی کیجئے۔ ان کے ہمراہ دس آدمی اور تھے۔ میں نے ان کے لئے روٹی اور شہد کا انتظام کیا۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرمایا ہند سے۔ میں نے پوچھا کہ مصر میں کیسے آنا ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے عرس پر حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ ہندوستان سے کب چلے تھے؟ فرمایا ہم منگل کے دن چلے تھے۔ بدھ کی رات ہم نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بسر کی۔ جبکہ جمعرات کی رات شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے حضور بغداد شریف میں گزاری اور جمعہ کی رات سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس طندتا میں رہے۔ ہم نے اس پر تعجب کیا تو فرمانے لگے کہ ساری دنیا اولیاء اللہ کے سامنے ایک قدم ہے اور ہم ہفتے کے دن سورج کے طلوع کے وقت عرس شریف کے اختتام پر ان کے ساتھ اکٹھے ہوئے تو ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو ہندوستان میں سیدی احمد رضی اللہ عنہ کا تعارف کس نے کرایا۔ تو انہوں نے کہا۔ یا اللہ تعجب ہے۔ ہمارے تو چھوٹے بچے بھی سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی برکت کی قسم کھاتے ہیں اور وہ ان کی عظیم قسموں میں سے ہے اور کیا کوئی سیدی احمد رضی

اللہ عنہ سے ناواقف رہ سکتا ہے۔ جبکہ بحرمحیط سے ماوراء اور سارے علاقوں اور پہاڑوں کے اولیاء ان کے عرس شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے شیخ شیخ محمد الشنادی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک شخص نے آپ کے میلاد پر حاضر ہونے کا انکار کیا تو اس کا ایمان سلب ہو گیا۔ اس میں ایک بال بھی ایسا نہ رہا جو دین اسلام کی طرف شائق ہو۔ پس اس نے سیدی احمد رضی اللہ عنہ سے مدد مانگی فرمایا اس شرط پر کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اس نے عرض کی بالکل صحیح ہے۔ آپ نے اس کے ایمان کا لباس لوٹا دیا۔ پھر آپ نے اسے فرمایا تجھے ہماری کس بات پر انکار ہے۔ کہنے لگا مردوں اور عورتوں کا اختلاط۔ اسے سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا تو طواف میں بھی ہوتا ہے اس سے کسی نے نہیں روکا۔ پھر فرمایا مجھے میرے رب کی عزت کی قسم! میرے میلاد میں جس نے نافرمانی کی اس نے توبہ کر لی اور اچھی توبہ کی۔ اور جب میں وحشی جانوروں اور سمندر میں مچھلیوں کی حفاظت کرتا ہوں اور ان میں سے بعض کی بعض سے حمایت کرتا ہوں تو کیا مجھے اللہ تعالیٰ اس کی حمایت سے عاجز کر دے گا جو میرے میلاد میں حاضر ہوتا ہے۔

اور ہمارے شیخ نے مجھے یہ حکایت بھی بیان فرمائی کہ سیدی شیخ ابوالغیث بن کتیلہ جو کہ محلۂ کبری کے علماء اور وہاں کے صلحاء میں سے ہیں۔ مصر میں تھے۔ بولاق کی طرف آئے تو لوگوں کو میلاد اور سواریوں میں نزول کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کا انکار کیا اور کہا کہ دوری ہو کہ ان لوگوں کا اہتمام اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے اس طرح ہوتا جس طرح کہ احمد بدوی کے لئے اہتمام کرتے ہیں۔ انہیں ایک شخص نے کہا کہ سیدی احمد عظیم ولی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں اس محفل میں ایسے بھی ہیں جو ان سے اعلیٰ ہیں۔ اس شخص نے انہیں مچھلی کھلائی۔ ایک کانٹا ان کے حلق میں اٹک گیا جو کہ سخت تھا اور اسے غطاس کے تیل کے ساتھ نہ ہی کسی اور حیلے سے نیچے اتارا جا سکا۔ گردن میں ورم آ گیا اور وہ شہد کی مکھیوں کے ڈبے کی طرح ہو گئی۔ نو ماہ گزر گئے۔ کھانے کی لذت نہ پینے کی نہ ہی نیند اور انہیں اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے بھلا دیا۔ نو ماہ کے بعد یاد آیا تو کہا کہ مجھے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے گنبد کے پاس اٹھا لے چلو۔ پس انہیں اس میں داخل کر دیا گیا۔ انہوں نے سورہ یٰس کی تلاوت شروع کر دی۔ اسی دوران ایک سخت چھینک آئی اور کانٹا خون میں ڈوبا ہوا باہر آ رہا۔ عرض کی یا سیدی احمد میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ درد اور ورم سب اسی وقت ختم۔ اور ابن شیخ خلیفہ نے آبیار کی غربی جانب میں اپنے شہر والوں کے میلاد میں حاضر ہونے کا انکار کیا۔ اسے ہمارے شیخ حضرت شیخ محمد الشنادی رحمتہ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی مگر لوٹا نہیں۔ تو آپ نے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دانہ نکلے گا جو کہ اس کے منہ اور زبان کو روک لے گا۔ اسی دن یہ دانہ نکل آیا۔ جس سے چہرہ ضائع ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ ابن اللبان نے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے حق میں نازیبا گفتگو کی تو اس سے قرآن کریم، علم اور ایمان سلب ہو گیا۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگتا رہا لیکن کسی نے اس کے معاملہ میں مداخلت کی جرأت نہیں کی۔ اسے سیدی یاقوت العرشی رضی اللہ عنہ کا پتہ دیا گیا۔ چنانچہ آپ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مزار شریف میں ان سے گفتگو کی اور انہوں نے جواب دیا اور آپ نے ان سے کہا کہ آپ جوانمردوں کے باپ ہیں اس مسکین کو اس کا نشان لوٹا دیں۔ فرمایا تو یہ شرط ہے۔ پس اس نے توبہ کی اور آپ نے اس کا نشان لوٹا دیا اور یہ واقعہ ابن اللبان کے سیدی یاقوت العرشی رضی اللہ عنہ کے معتقد ہونے کا سبب بنا اور سیدی یاقوت نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا اور وہ قرافہ میں اس صاحبزادی کے قدموں میں دفن ہوئے۔

ابن دقیق العید کا واقعہ امتحان

اور ابن دقیق العید کا واقعہ اور ان کا سیدی احمد رضی اللہ عنہ کا امتحان مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے سیدی عبدالعزیز الدیرینی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ میرے لئے اس شخص کا ان مسائل میں امتحان لیں۔ جس نے لوگوں کو مصروف کر رکھا ہے۔ اگر اس نے ان کا جواب دے دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ چنانچہ سیدی عبدالعزیز الدیرینی ان کے پاس گئے اور ان سوالات کے متعلق پوچھا آپ نے ان کے بہترین جوابات عطا فرمائے اور فرمایا کہ یہ جوابات کتاب الشجرہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کتاب میں بعینہ وہ جواب موجود تھے اور جب سیدی عبدالعزیز سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے وہ ایک سمندر ہیں جس کی حد نہیں اور بلاد فرنگ سے قیدیوں کو لاتے۔ ڈاکوؤں کے خلاف لوگوں کی مدد کرنے اور ان کے اور مدد مانگنے والوں کے درمیان حائل ہونے کے واقعات اس قدر زیادہ ہیں کہ دفتروں میں نہیں سما سکتے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۹۵۴ھ میں میں نے اپنی آنکھوں سے سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ کے منارہ پر ایک قیدی دیکھا جسے بیڑیاں اور طوق لگے ہوئے تھے اور وہ مخبوط الحواس تھا۔ میں نے اسے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ میں رات کے آخری حصے میں فرنگیوں کے علاقے میں تھا میں سیدی احمد رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ دفعتاً آپ تشریف لائے اور مجھے پکڑا اور ہوا میں اڑنے لگے اور مجھے یہاں لا کر رکھ دیا اور جھپٹنے کی شدت کی وجہ سے دو دن تک اس کا سر چکراتا رہا۔ رضی اللہ عنہ۔

قطب الاقطاب امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک مصر میں ہے

امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے درود

درود نورانیہ

(لسیدنا احمد البدوی رضی اللہ عنہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَیِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ شَجَرَةِ الْاَصْلِ النُّوْرَانِیَّةِ
وَلَمْعَةِ الْقَبْضَةِ الرَّحْمَانِیَّةِ وَ اَفْضَلِ
الْخَلِیْقَةِ الْاِنْسَانِیَّةِ وَ اَشْرَفِ الصُّوْرَةِ
الْجِسْمَانِیَّةِ وَ مَعْدِنِ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِیَّةِ وَ
خَزَائِنِ الْعُلُوْمِ الْاِصْطِفَائِیَّةِ صَاحِبِ
الْقَبْضَةِ الْاَصْلِیَّةِ وَالْبَهْجَةِ السَّنِیَّةِ وَالرُّتْبَةِ
الْعَلِیَّةِ مَنِ انْدَرَجَتِ النَّبِیُّوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ
فَهُمْ مِنْهُ وَاِلَیْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَیْهِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ وَرَزَقْتَ
وَاَمَتَّ وَاَحْیَیْتَ اِلٰى یَوْمِ تَبْعَثُ مَنْ اَفْنَیْتَ

وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

درود نور الانوار

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ الْاَنْوَارِ ○ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ ○ وَتِرْيَاقِ الْاَغْيَارِ ○ وَمِفْتَاحِ بَابِ الْيَسَارِ ○ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُخْتَارِ ○ وَآلِهِ الْاَطْهَارِ ○ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ ○ عَدَدَ نِعَمِ اللّٰهِ وَ اِفْضَالِهِ ○

یہ دونوں درود شریف حضرت قطب الاقطاب شیخ سیدی احمد البدوی[1] رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہیں، البتہ پہلا درود شریف جس کی ابتداء اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ شَجَرَةِ الْاَصْلِ النُّوْرَانِيَّةِ وَلَمْعَةِ الْقَبْضَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ سے ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ احمد الصاوی رحمتہ اللہ علیہ نے بعض صلحاء کا قول ذکر کیا ہے کہ اس درود شریف کو ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھنا چاہیے اور اس کو سو بار پڑھنا تینتیس بار دلائل الخیرات شریف پڑھنے کے برابر ہے۔

---

[1] شیخ شہاب الدین ابی العباس سید احمد بن علی بن ابراہیم البدوی الشریف رحمتہ اللہ علیہ، المتوفی ۶۷۵ھ

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی[1] مفتی شافعیہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب[2] میں فرماتے ہیں کہ متعدد عارفین نے کہا ہے کہ یہ درود شریف جو حضرت قطب کامل سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے[3] بہت سے انوار و تجلیات کے حصول اور اسرار و رموز کے منکشف ہونے کا ذریعہ ہے اور بیداری اور خواب میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور یہ مرتبہ قطبیت تک پہنچنے کا زینہ ہے اور رزق ظاہری یعنی سیری طبع اور رزق باطنی یعنی علوم و معارف کی منزلوں کو پانے کا سہل طریقہ ہے۔ مزید یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نفس، شیطان اور دشمنوں پر مدد بھی حاصل کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اس کے اور بھی بہت سے خواص ہیں، جن کا شمار مشکل ہے اور اکابر بزرگوں نے بھی یہ کہا ہے کہ اس درود شریف کو تین بار پڑھنا دلائل الخیرات شریف کی تلاوت کے برابر

---

[1] رئیس العلماء شیخ الخطباء مفتی سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی بالمدینۃ المنورہ ۱۳۰۴ھ

[2] رسالہ فی فضائل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تالیف علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی المتوفی مدینہ منورہ، ۱۳۰۴ھ

[3] اس درود شریف کی ایک شرح شیخ قطب الدین مصطفے بن کمال الدین الصدیقی البکری الدمشقی الحنفی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۶۲ھ نے "الفیض الاجد الروی علی صلوات سید احمد البدوی" کے نام سے لکھی ہے اور ایک شرح شیخ ابو البرکات احمد بن محمد بن احمد بن ابی حامد العدوی الازھری المصری المالکی الخلوتی المعروف بالدردیر رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۰۱ھ نے شرح صلوات سید احمد البدوی کے نام سے لکھی۔

ہے۔اس کے پڑھنے والے کو چاہیے اس کو پڑھتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و تجلیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل میں سمائے رکھے کیونکہ یہی کیفیت پڑھنے والے کے لیے ہر خیر تک پہنچنے میں عظیم ترین سبب واسطہ عظمی اور نور عظیم ہے۔اس درود شریف کو اس وقت پڑھا جائے جب آدمی کا ظاہر و باطن صاف ہو چنانچہ جو پڑھنے والا روزانہ ان شرائط کے ساتھ روزانہ ایک سو بار مسلسل چالیس روز تک ثابت قدمی سے پڑھتا رہے گا اس کو ایسے انوار اور بھلائی نصیب ہوگی جن کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جو شخص یہ درود شریف ہر روز تین بار صبح بعد نماز فجر اور تین بار شام بعد نماز مغرب پڑھے گا وہ بہت سے اسرار دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق دینے والا ہے۔ ان فوائد و برکات کو بیان کرنے کے بعد علامہ احمد بن زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ درود شریف مکمل نقل کیا ہے۔

دوسرا درود شریف جس کا آغاز "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ" کے الفاظ سے ہوتا ہے۔اس کے بارے میں شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مذکورہ مجموعہ میں درود اور اس کے فوائد کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ درود شریف بھی قطب کامل ہمارے آقا سید احمد البدوی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور یہ بہت سے عارفین کے بیان کے مطابق یہ درود شریف حاجات کو پورا کرنے، مشکلات کو دور کرنے اور انوار و اسرار کے حصول بلکہ تمام نیک مقاصد کے لیے مجرب ہے۔ اس درود شریف کے وظیفہ کی تعداد روزانہ ایک سو بار

ہے۔ مریدین جو سلوک کی راہ چلنے والے ہیں انہیں اس درود کو معمول بنانا چاہیے اور بعد میں پہلا درود پڑھیں۔
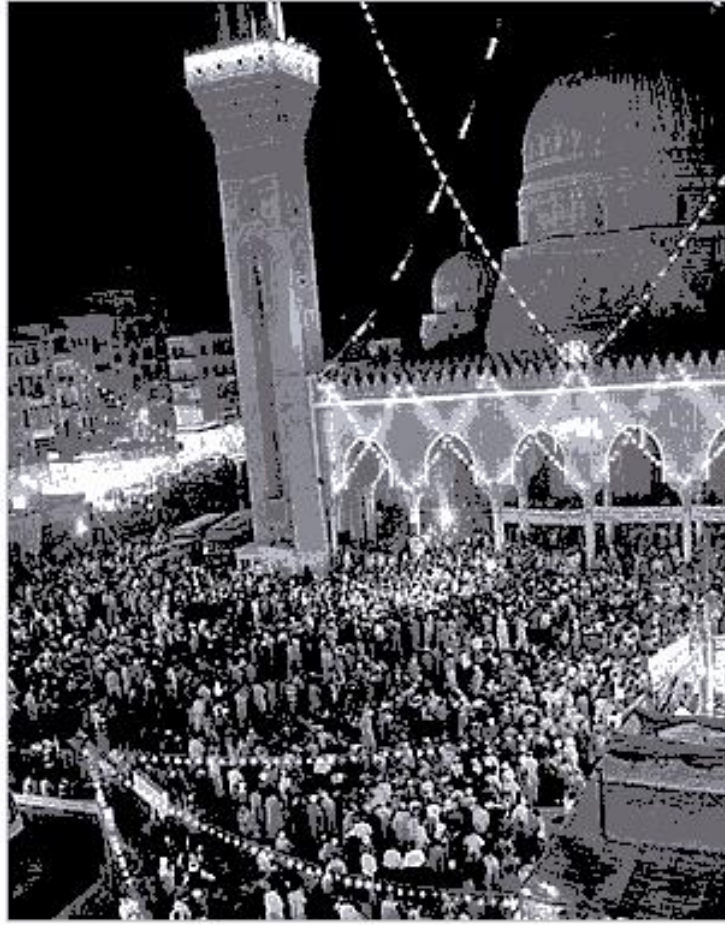
الاحتفال بمولد البدوي أمام مسجده بطنطا.

امام احمد البدوی کا مزار مبارک واقع مصر

السید احمد البدوی

رضی اللہ عنہ

وكان رضي الله عنه يقول:

وعزة ربي سواقي تدور على البحر المحيط لو نفد ماء سواقي الدنيا كلها لما نفد ماء سواقي

امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم میری نہر بہر محیط پر گھومتی ہے

اگر دنیا کی سب نہروں کا پانی ختم ہو جائے میری نہر کا پانی ختم نہیں ہو گا

وكان سيدي عبد العزيز إذا سئل عن سيدي أحمد رضي الله عنه يقول :
هو بحر لا يدرك له قرار ، وأخباره ، ومجيئه بالأسرى من بلاد الإفرنج ،
وإغاثة الناس من قطاع الطريق ، وحيلولته بينهم ، وبينهم ، وبين من استنجد به
لا تحويها الدفاتر رضي الله عنه

اور جب سیدی عبد العزیز سے سیدی احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جاتا

تو فرماتے -وہ ایک سمندر ہیں جس کی حد نہیں اور بلاد فرنگ سے قیدیوں کو لاتے -

ڈاکوؤں کے خلاف لوگوں کی مدد کرنے اور ان کے اور مدد مانگنے والوں کے

درمیان حائل ہونے کے واقعات اس قدر زیادہ ہیں کہ دفتروں میں نہیں سما سکتے -

(طبقات امام شعرانی از امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ)

سابقہ صفحات پر مصر کے جلیل القدر ولی اللہ حضرت امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کیئے گئے ہیں جو امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ کی کتاب سے ماخوذ ہیں حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

اہلسنت و جماعت ہی اولیاء اللہ کی عظمت و شان کو پہچانتے ہیں جبکہ وہابیہ اور دوسرے باطل فرقے اولیاء اللہ کی شان و عظمت سے بے خبر ہیں اور سرے سے اولیاء اللہ کی عظمت اور کمالات کا ہی انکار کر دیتے ہیں اور شرک و بدعت کے سوا انہیں کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ تمام اولیاء اللہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہیں اور جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں وہ سب مکرم اور معزز ہیں اور عظمت کے نورانی مینار ہیں اسی لئے اہلسنت و جماعت تمام اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور ان کے مزارات پر حاضری دینے کو سعادت سمجھتے ہیں خواہ وہ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہوں یا قطب الاقطاب امام احمد البدوی رضی اللہ عنہ ہوں یا خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری و حضرت بہاء الدین نقشبند و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی وغیرہم ہوں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

ذرا غور فرمائیں کہ جب اولیاء اللہ کی شان اس قدر بلند وبالا ہے تو قطب کی کیا شان ہو گی اور قطب الاقطاب جو قطب سے بھی افضل ہیں ان کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا-اب سوچیں جو قطب الاقطاب کے بھی سردار ہیں یعنی غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ -اُن کی عظمت کیسے بیان کی جا سکتی ہے

مقامِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کلامِ رضا کی روشنی میں

غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غوثیتِ کبریٰ کو کس قدر جامع انداز میں بیان کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اولیاء اللہ کے درمیان حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم

کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی

قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے طوافِ در والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار

شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز

کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر

کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے نفع عظیم عطا فرمائے - آمین